Tarjihaat
Volume: VI
Issue: I, II & III
جنوری تا مارچ ۲۰۲۶
Jan To March. 2026
ترجیحات
ISSN: 2583-0082
Online Research Jornal

جرمن افسانہ: ترجمہ: عشرت معین سیما

پہاڑ ہل گیا

تعارف افسانہ نگار: زبینے پاہلر

جرمنی کی ابھرتی ہوئی افسانہ نگار ''زبینے پاہلر''، ۱۰/اکتوبر ۱۹۷۲ کو جرمنی کے شہر انگل ہائم ام رائین میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے علم کیمیا میں ماسٹر کرنے کے بعد ایک دواساز کمپنی میں ملازمت کی اور آج بھی کیمیکل بائیولوجی کے شعبے میں ایک کمپنی میں تحقیق کے حوالے سے کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے پندرہ سال قبل اپنی افسانہ نویسی کا آغاز ایک مقامی ادبی جریدے سے کیا، اُن کے پسندیدہ موضوعات جدید ادب اور انسانی معاشرہ ہیں۔ اُن کا پہلا افسانوی مجموعہ دو ہزار گیارہ میں شائع ہوا۔ انہیں جرمنی کی ایک ادبی تنظیم لوٹس رائین لینڈ فالز کی جانب سے عہدِ حاضر کی بہترین فنِ افسانہ نویسی کا ایوارڈ دو ہزار بارہ بھی دیا گیا ہے۔ محبت کے موضوع پر شائع ہونے والی ایک تقابلی افسانہ نویسی کی کتاب ''عشق'' سے اُن کا یہ افسانہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

'' ماں آج میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر نہیں جاسکتی! ۔۔۔ ماں آج میں تمہیں اپنے ساتھ گاڑی میں لے کر نہیں جاسکتی! ماں! میں آج ۔۔۔ مارلینے کا جملہ ادھورا رہ گیا اچانک ہی بیرٹا چلائی

'' ہاں! میں نے سن لیا ۔۔۔ میں نے سن لیا کہ تم مجھے آج بھی اپنے ساتھ نہیں لے کر جاسکتی ۔۔۔ اپنی کمزور ماں کو ساتھ نہیں لے کر جاسکتی۔

مارلینے نے دوسری جانب جھنجھلاہٹ سے جواب دیا:

"ماں ! تم جانتی ہو کہ میری کیا مصروفیات ہیں۔۔۔آج یورگ بھی کئی دنوں کے بعد ابھی آیا ہے اور وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہے۔۔۔ماں سمجھ رہی ہو نا!۔۔میں تمہیں بعد میں فون کرونگی وہ ابھی گھر سے نکلنے کو تیار کھڑا ہے۔میں فون رکھ رہی ہوں اب !

فون ایک جھٹکے سے بند ہو چکا تھا، بیرٹا کان سے ریسور ہٹا کر اسے دیکھنے لگی پھر آہستہ آہستہ کچھ سوچتے ہوئے فون کا ریسور اُس نے اُس کی جگہ پر رکھ دیا۔وہ ایک مخمصے کے عالم میں چند لمحے فون کی جانب ٹکٹکی باندھے ایسے دیکھتی رہی، جیسے کہ اُس نے کچھ غلط سُنا ہو اور مار لینے نے اُس سے یہ کہا ہو کہ وہ بس راستے ہی میں ہے تھوڑی دیر میں پہنچنے والی ہے۔اُس کا انتظار اب کچھ ہی دیر میں ایک اُمید بن کر اُس کی کھوئی ہوئی خوشی لوٹا دے گا، جب کہ وہ اس بات کو بخوبی سمجھ چکی تھی کہ ایسا نہیں ہونے والا۔۔۔مار لینے نہیں آرہی ہے۔اس حقیقت کا اعتراف کرنا اُسے بہت مشکل لگ رہا تھا۔اُس کے جسم میں یہ اعتراف ایک ارتعاش بن کر اُسے جھنجھوڑ رہا تھا۔وہ ٹیلی فون کی میز کے پاس سے ہٹ کر چند قدم آگے بڑھی۔چند قدم کے فاصلے پر رکھے ہوئے ایک صوفے پر وہ اس طرح بیٹھی کہ جیسے اُس نے کوئی بوجھل سامان ایک جھٹکے سے اُتار کر صوفے پر لا پھینکا ہو۔

"یہ صوفہ !۔۔یہ صوفہ تو ہیر من کی خاص نشت تھا"

بیرٹا صوفے کے ہینڈل پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بڑبڑائی۔اُس کے بوڑھے ہاتھوں نے صوفے کے ہینڈل سے اُس کے کناروں اور پھر ہر طرف ہاتھ پھیر کر اُسے محسوس کرنا شروع کر دیا۔صوفے پر رکھے کُشن اور اُس کے غلاف میں ابھی بھی اُس کو ہیر من کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ اب اس گھر میں ہیر من کا دوبارہ آنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے لیکن پھر بھی اُس نے ہیر من کے استعمال کی تمام چیزوں کو بہت محبت کے ساتھ سمیٹ کر رکھا ہوا تھا۔ہیر من سے دوری کا دکھ اُس نے بہت مشکل سے سہا تھا۔اُس کو اچانک ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ جیسے اب اُس کے خواب گاہ کے بستر کی چوڑائی اچانک بہت بڑھ گئی ہے۔وہ اکثر راتوں کو اُٹھ کر

ہیر من کی خوشبو اُس کمرے میں تلاش کرتے ہوئے جب اپنے بازوئوں کو پھیلا کر اُس جانب لے جاتی جس جانب ہیر من سویا کرتا تھا تو اُس کو ایسا محسوس ہوتا کہ اب اُس کے ہاتھ اِس دوری کو نہیں پاٹ سکتے۔ اُسے ایسا لگتا کہ اُس کا یہ بستر اُس کو کسی وسیع سمندر کی طرح اپنی گود میں لٹائے آسمان اور سمندر کے ملاپ جیسی دوری کا منظر دکھا رہا ہے۔ پچھلے چند ماہ سے بیرٹا نے خود کو سنبھال لیا تھا، گھر کے در و دیوار، ساز و سامان اس گھر میں اب ہیر من کی یادیں بن کر اُس کی محبت کو سہارا دے رہے تھے۔ ہیر من کی یادیں ہی اس جدائی کے سفر میں اُس کی محبت کو زندہ رکھے ہوئے تھیں۔ وہ انہیں یادوں کے سہارے اب ایک ایسی منزل کی جانب گامزن تھی جہاں سوائے دل کو بہلانے کو اور کوئی صورت زندگی گزارنے کی نظر نہیں آتی تھی۔

ہیر من اور بیرٹا کا ساتھ بہت پرانا تھا، بیرٹا اپنی ابتدائی جوانی کے دنوں میں اپنے گھر کا عیش و آرم، نوکر چاکر گاڑی اور گھوڑے چھوڑ کر ہیر من کی محبت میں چلی آئی تھی اور اُس کے ساتھ زندگی کا یادگار سفر شروع کر دیا تھا۔ وہ ایک گھریلو عورت تھی جو ہمیشہ صرف اپنی بیٹی اور شوہر کی راحت کا سامان مہیا کرنے کے اور کچھ نہیں سوچتی تھی۔ ہیر من اور مار لینے سے محبت میں اُس نے اپنی تمام عادتوں اور مشاغل کو اُن کی پسند کے مطابق ڈھال لیا تھا اسی لیے اُن راحت کا اہتمام کرنے، سارا دن گھر میں رہ کر اسے سجانے، نت نئے اور لذیذ پکوان بنانے اور گھر کا باغیچہ پھولوں پودوں سے سنوارنے میں گزار دیتی تھی، سلائی کڑھائی اور بنائی اُس کے بہترین مشغلے تھے۔ سردیوں میں وہ اکثر اُون اور سلائی میں مگن خاموشی سے سوئٹروں اور مفلروں کے گھر بننے میں مصروف رہتی اور گرمیوں میں اپنی آنکھوں پر نظر کا چشمہ جمائے باغوں کے پھولوں کو تکئے اور میز پوش پر اُتارنے میں لگی رہتی۔

گھر سے باہر کی دنیا اُس کے لیے صرف اور صرف ہیر من کے قدموں کے ساتھ قدم ملا کر چلنے ہی میں رنگین اور پُر لطف لگتی تھی۔ شہر سے دور ایک پر فضا مقام پر وہ اپنی اس چھوٹی سی جنت میں خوش تھی۔ اُس کی بیٹی مار لینے نے جوانی میں قدم رکھنے کے بعد اپنی زندگی

کو تعلیم اور اپنے دوست یورگ کے ساتھ مشغول کر لیا تو بیرٹا نے بھی خود کو ہیر من کے ساتھ اور قریب ہو کر اس تعلق کو اور مضبوطی سے تھام لیا۔ وہ یوں بھی کبھی اکیلی باہر نہیں جاتی تھی لیکن اب وہ گذشتہ کئی مہینوں سے ہیر من کے بغیر اکیلی باہر نہیں گئی تھی۔ ہیر من کی جدائی نے اُس کے اعصاب اور حواس کو جکڑ کر رکھ دیا تھا۔ اُسے ڈر لگتا تھا کہ وہ باہر کہیں بھٹک جائے گی۔

مارلینے ہر ہفتے اُس کے پاس آجایا کرتی تھی تاکہ وہ گھر سے باہر نکلے، کچھ چہل قدمی کرے، کھانے پینے کی ضروری خریداری کرنے کے لیے اُس کے ساتھ چلے۔ لیکن بیرٹا ہفتے کی صبح مارلینے کے آتے ہی سب سے پہلے ہیر من کے پاس جانے کو تیار ہوتی۔ جب تک وہ ہیر من کے پاس نہ چلی جاتی اُسے سکون نہ ملتا۔ وہ ہفتہ بھر اس دن کا انتظار کرتی کہ کب مارلینے آئے گی اور اُسے اپنے ساتھ ہیر من کے پاس ملوانے لے جائے گی، جہاں وہ ہفتے بھر کی جمع شدہ باتیں ہیر من سے کر کے اپنے دل کو ہلکا کرے گی۔ وہ ہفتے بھر کی ساری چھوٹی چھوٹی باتیں سوچ سوچ کر اپنے دماغ میں محفوظ کرتی کہ اس ہفتے وہ ہیر من کو کیا نئی بات سُنائے گی، موسم کی تبدیلی، شہر کے حالات اور اپنی دن بھر کی مصروفیات کو اُس نے اپنے ذہن میں اس طرح جما کر رکھا ہوتا تھا کہ جیسے وہ اُس کا سب سے قیمتی خزانہ ہو۔ اب وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اپنے ہفتے بھر کی اِن جمع شدہ باتوں کو وہ کب اور کیسے ہیر من کو سنائے گی جن کو سن کر ہیر من مسکرادے یا زندگی کے کسی احساس کو وہ ردِ عمل کے طور پر پیش کرے۔ بیرٹا کو اپنا دل بھاری محسوس ہو رہا تھا، اُس کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اچانک اُس کی سانسیں بھاری ہو کر اکھڑنے سی لگی ہیں۔ اُس کے اندر کی گھٹن نے اُس کے ذہن سے نکل کر اب اُس کے جسم کے دوسرے اعضاء پر حملہ کرنا شروع کر دیا ہے، اُسے اپنے پاؤں بھاری محسوس ہو رہے تھے وہ بڑی مشکل سے اپنے حواسوں کو سنبھالتی ہوئی اُٹھی۔ وہ مستقل بڑبڑائے جا رہی تھی۔

"آج مارلینے مجھے لینے نہیں آسکتی۔۔۔آج۔۔آج میں ہیر من کے پاس نہیں جاسکوں گی۔۔۔وہ میری راہ دیکھتا رہ جائے گا۔۔"

بیرٹا کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اُس کی کوئی قیمتی شئے کہیں کھو گئی ہو اور اب اُس کو نہیں معلوم کہ وہ اپنے اُس خزانے کو کہاں تلاش کرے۔ کوئی نامعلوم بے چینی اسے بیٹھنے بھی نہیں دے رہی تھی۔ وہ اسی فکر میں صوفے سے اچانک اٹھی اور کمرے کا ایک جائزہ لیتے ہوئے آہستہ آہستہ گھر کی نچلی منزل کی جانب قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔ اس نے اپنی تمام ہمت و طاقت کو جمع کر کر کے سیڑھیاں نیچے اُترنا شروع کر دیں۔ اِن سیڑھیوں سے اکیلے اُترے ہوئے بھی اُسے کئی دن ہو گئے تھے۔ جیسے جیسے وہ سیڑھیاں اُترتی جاتی اُس کو ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے ابھی اُس کے اندر تھوڑی بہت طاقت و ہمت موجود ہے اور وہ اسی طاقت کے بل پر اپنے جسم کو اپنی مرضی سے کنٹرول کر سکتی ہے۔ اُس کو اپنے اندر اچانک زندگی کے آثار محسوس ہونا شروع ہو گئے۔ وہ سیڑھیاں اُتر کر اپنی وارڈروب کی طرف آئی۔ آج وہ پیلا پھولدار ڈریس پہننا چاہ رہی تھی، وہ ڈریس اُسے ہیر من نے شادی کی سالگرہ کے موقع پر بہت اصرار سے دلایا تھا۔ ڈریس کو وارڈروب سے نکالتے ہوئے اُس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ پیلا رنگ ہیر من کا پسندیدہ رنگ تھا، وہ اسے بہار کی آمد کی علامت اور امید کا نشان سمجھتا تھا۔ اس لباس میں وہ ہیر من کے ساتھ پہلی بار لانگ ڈرائیو پر باویریا کے ایک پہاڑیوں میں گھرے چھوٹے سے قصبے میں جب بہت اونچائی تک گئی تھی تب اُنہیں ان پہاڑیوں میں کھلے پیلے اور رنگین پھولوں کی قطار نے اُسے مدہوش کر دیا تھا۔ محبت کا ایسا نشہ اُس روز اُن دونوں کے دل و دماغ پر چھایا تھا کہ آج تک وہ اس احساس کو اپنے دل میں کہیں دھڑکتا ہوا محسوس کرتی تھی۔ اُس روز ہیر من کی محبت میں بیرٹا کو محسوس ہوا تھا کہ اُس کی یہ محبت اُس کے جسم اور روح کو توانا رکھنے والی ایک ایسی انمول طاقت جو اِن بلند و بالا پہاڑوں کو بھی ہلا سکتی ہے۔

''ہیر من میں تمہاری محبت میں اِن پہاڑوں کو بھی ہلا سکتی ہوں''

جب اُس نے یہ جملہ ہیر من سے کہا تو وہ دیر تک اُس کی آنکھوں میں اس جذبے کی سچائی کو تلاش کرتا رہا تھا اور اسے اپنے سینے سے لگا کر اُس کے چہرے کو والہانہ چومنے لگا تھا، پھر کچھ دیر بعد اُس نے ہنستے ہوئے بیرٹا سے پوچھا کہ

''یہ تو بہت مشکل کام ہے ڈارلنگ! کیا سچ مچ تم ایسا کر سکو گی؟

ہیر من کے اس بے ساختہ پن پر پھر دونوں ہی ہنسنے لگے اور اِس پُر فریب منظر سے دیر تک لطف اندوز ہوتے رہے۔ بیرٹا کو گزرا ہوا وہ وقت یاد کر کے اپنے اندر ایک عجیب سی پھرتی محسوس ہو رہی تھی، اُس نے کچھ سوچتے ہوئے اس ڈریس کے ساتھ میچنگ کرتی ہوئی ایک چھوٹی جیکٹ بھی نکالی۔ وہیں پڑی ایک کرسی پر بیٹھ کر وہ اپنا لباس تبدیل کرنے لگی۔ اُس کی سانسیں بدستور پھول رہی تھیں، اُس نے دل میں ارادہ کرنا شروع کر دیا کہ وہ آج کسی بھی طرح ہیر من سے ملنے جائے گی۔

لباس بدلنے کے بعد اُس نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ کیسے آج مار لینے کے بغیر ہی ہیر من سے ملنے جا سکتی ہے۔ ''ٹیکسی گھر کے دروازے پر اگر بلا لی جائے! اُس نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر خود ہی اپنے مشورے کو رد کرتے ہوئے کہنے لگی

''میرے پاس پیسے کہاں ہیں ٹیکسی کو دینے کے لیے۔۔۔ سارا حساب کتاب تو مار لینے کے ہی پاس ہوتا ہے اب۔۔۔ اب وہ ہی تو اس گھر کے اور میرے اخراجات کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ پڑوسی بھی اجنبی ہیں ابھی کچھ دن قبل ہی تو مسٹر ڈیوڈ کے مرنے اور اُن کی بیگم سلویا کے اولڈ ہوم میں جانے کے بعد یہاں ایک نوجوان جوڑا یہاں منتقل ہو گیا تھا اور اُن سے مانگنا تو اچھا نہیں لگے گا۔۔۔ یوں بھی وہ نوجوان تیز آواز میں موسیقی سنتے ہیں اور جب کبھی ہمیں آتے جاتے دیکھتے ہیں تو ایک لمبا چکر کاٹ کر ہم سے ایسے دور ہو کر گزرتے ہیں کہ جیسے ہم کوئی بوڑھے پڑوسی نہیں بلکہ کوئی چھوت کی بیماری ہوں۔۔۔ نہیں نہیں۔۔ میں اُن سے مدد نہیں مانگوں گی''

بیرٹا نے میز کی دراز سے اپنے بٹوے کو نکال کر اُس میں جھانکنا شروع کیا۔ وہاں چند سکوں کے سوا کوئی رقم نہیں تھی اور اِن سکوں میں تو وہ ہیرمن کے پاس جانے کا سفر ٹیکسی سے طے نہیں کر سکتی تھی۔ اُس نے اُداسی اور مایوسی سے اپنا بٹوہ واپس میز کی دراز میں رکھنے کے لیے دراز کھینچی تو اچانک اُس کی نظر ایک چابی کے گچھے پر پڑی، یہ گھر کے گیراج اور ہیرمن کی گاڑی کی چابیاں تھیں۔ بیرٹا کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس نے چابی کا گچھا جلدی سے اُٹھا کر اپنی مٹھی میں دباتے ہوئے سوچا کہ آخری بار اُس نے تقریباً چالیس سال قبل گاڑی چلائی تھی۔ اُس وقت وہ مارلینے کو کنڈر گارٹن سے لینے جارہی تھی کہ گلی کے ایک موڑ پر اُس نے ایک ایکسیڈنٹ کر ڈالا تھا۔ اُس کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا لیکن سامنے سے گاڑی ایک کھمبے سے ٹکرا کر اچھی خاصی تباہ گئی۔ ہیرمن کو عورتوں کا گاڑی چلانا بالکل پسند نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ کہتا تھا کہ عورتیں صرف گھر ہی بہتر چلا سکتی ہیں، سڑکوں پر اگر وہ گاڑیاں لے کر نکل آتی ہیں تو سوائے مردوں کو گاڑی چلانے میں رُکاوٹ ڈالنے یا ٹریفک کے قوانین توڑنے کے اور کچھ نہیں کر سکتیں۔ کسی آڑی ترچھی پارک کی ہوئی گاڑی کو دیکھ کر وہ ہمیشہ کہتا کہ یقیناً اس کار کی ڈرائیور کوئی عورت ہی ہو گی۔ جب ہیرمن نے اپنی پہلی گاڑی خریدی تو بیرٹا کو صرف اُس گاڑی کی چابی اپنے پاس رکھنے کی اجازت تھی لیکن لائسنس ہونے کے باوجود اُس کو ہیرمن کی گاڑی چلانے کی اجازت اُس دن سے ختم ہو گئی تھی جس روز اُس نے وہ حادثہ کیا تھا۔ اُس دن کے بعد سے بیرٹا کو کہیں بھی جانا ہوتا ہیرمن اپنے ساتھ ہی گاڑی میں لے کر جاتا، ہیرمن اُس کا ڈرائیور ہی نہیں اُس کا رہبر بھی اُس وقت تک بنا رہا جب تک اُسے فالج کے اُس اچانک حملے نے ہاتھ پاؤں تو کیا زبان سے بھی کچھ کہنے اور اپنے احساسات ظاہر کرنے کے قابل نہ چھوڑا اور اسے جسم و ذہن سے معذور کر دیا۔ اب وہ صرف ایک مردہ جسم کی طرح اپنا وجود سنبھالے گذشتہ کئی مہینوں سے ہسپتال کے بستر پر پڑا تھا۔

بیرٹا کا منہ اُس حادثے کو یاد کرتے ہوئے ایک بار پھر خشک ہونے لگا۔ اُسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ حادثہ ابھی کچھ ہی دیر پہلے ہوا ہے۔ اُس نے اپنے گلے میں لعاب نگلتے ہوئے ایک بار پھر گاڑی کی چابیوں کے گچھے کو غور دیکھا۔ اُسے لگ رہا تھا کہ آج وہ باویریا کے اُس چھوٹے سے قصبے کے پہاڑوں کو سچ مچ ہلا سکتی ہے۔ اُس نے گاڑی کے کاغذات اور اپنے ضروری شاختی کاغذات کو قریب ہی رکھی میز کی ایک مخصوص دراز سے نکال کر وارڈروب میں لٹکے ہوئے اپنے ہینڈ بیگ میں رکھنا شروع کر دیے اور سامنے لٹکی ہوئی اپنی ہیٹ کو اٹھا کر قرینے سے اپنے سر پر جمائی، راہداری میں لگے قدِآدم آئینے میں اُس نے گھر سے نکلنے سے پہلے خود کو غور سے دیکھا۔ اُس نے اپنی آنکھوں میں جھانکا جہاں اُسے ایک باہمت عورت کی شکل نظر آئی۔ اُس نے بڑے اعتماد کے ساتھ اپنے گھر کے صدر دروازے سے نکل کر گیراج کا گیٹ کھولا اور سامنے ہی ہیرمن کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ اُس نے کانپتے ہاتھوں سے چابی کا ریموٹ بٹن دبایا ایک ہلکی سی آواز اور لائیٹ کے جلنے بجھنے کے بعد گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ اسٹئیرنگ کے سامنے ڈرائیور سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اُس نے گاڑی میں چابی لگانے کے بعد سائیڈ مرر اور سامنے کا شیشہ اپنے حساب ست ٹھیک کیا۔ گاڑی میں مسلسل ارتعاش ہو رہی تھی اُس نے کلچ دبا کر پہلا گئر لگایا اور آہستہ آہستہ بریک سے پائوں ہٹانا شروع کیا۔ گاڑی چل پڑی۔ اُس کا جسم اب بھی کانپ رہا تھا، ہتھیلیاں پسینے سے بھری ہوئی تھیں اور پیشانی پر بھی پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔ اُس نے اپنے سر سے ہیٹ اُتار کر برابر کی سیٹ پر رکھا اور گھر کے گیراج سے گلی کے نکڑ اور پھر وہاں سے بڑی سڑک تک کا سفر طے کر کیا اُس نے پہلے گئر سے دوسرے اور پھر تیسرے گئر میں گاڑی کی رفتار بڑھانا شروع کر دی۔ کچھ دیر وہ اپنی ہمت اور ارادے کو اڑان دیتے ہوئے جانے پہچانے راستے پر گاڑی دوڑانے لگی۔ اُس کے کانوں میں اپنی ہی آوز ٹکرا رہی تھی۔

"بیرٹا! تم گاڑی چلا سکتی ہو۔۔۔ تم ہیر من کے بارے میں سوچو۔۔ وہ آج کتنا خوش ہو گا۔۔ آج تمہارے پاس اُسے بتانے کو تمہارا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔۔۔ وہ کتنا خوش ہو گا جب وہ تمہیں اپنے سامنے دیکھے گا، حیرت سے اور خوشی سے اُس کی آنکھیں چمکیں گی۔۔۔ اُس کا بھی تو انتظار ختم ہو گا۔۔۔ پورے ہفتے بھر کا انتظار۔۔۔ مجھ سے ملنے کا انتظار۔۔۔ میری باتیں سننے کا انتظار اور اپنی باتیں کہنے کا انتظار۔۔۔

گاڑی کا شیشہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ اُس کے بالوں کا اُلجھا جوڑا کھل اُس کے ملگجی بالوں میں گزرے وقت کی رفتار دکھا رہا تھا اور موسمِ بہار کی آنے والی ہواؤں میں اُس کا پیلا لباس فضا میں ایک رنگ بکھیر رہا تھا۔ وہ اِن تمام باتوں سے بے نیاز گاڑی دوڑائے جا رہی تھی۔ سڑک پہ آتی جاتی گاڑیوں کی ہارن بھی وہ سن رہی تھی لیکن ہیر من سے ملنے کی آس میں مگن چھوٹی بڑی سڑکوں سے گزرتی ہوئی وہ ہسپتال کے پارکنگ ایریا میں داخل ہو گئی تھی۔ اُس نے ایک کھلی جگہ پر آڑھی ترچھی گاڑی پارک کر کے چابی اپنے پرس میں رکھی اور ہسپتال کی مرکزی گزر گاہ سے ہوتی ہوئی اسپیشل کیئر وارڈ میں آگئی۔ وہ کئی مہینوں سے یہاں مار لینے کے ساتھ آ رہی تھی راہداری اور کمرا اُسے اچھی طرح یاد تھے۔ وہ تیز تیز پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ دروازہ کھول کر ایک کمرے میں داخل ہوئی، جہاں ہیر من اُس کے انتظار میں اپنی اَدھ کھلی آنکھیں فرشِ راہ کئے ساکت اُس کا منتظر تھا۔ اُس کی حالت کئی ہفتوں سے ایک ہی جیسی چل رہی تھی۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ ہیر من اب کچھ ہی دن کا مہمان ہے اور وہ کسی بھی دن اس دنیا کو چھوڑ کر جا سکتا ہے۔

بیرٹا نے کمرے میں داخل ہوتے ہی والہانہ اُس کے ہاتھوں کو چومنا شروع کر دیا اور جذباتی انداز میں روتے ہوئے کہا

"ہیلو ڈارلنگ! میں آگئی ہوں تمہارے پاس۔۔۔ تمہاری زندگی! بیرٹا!! ڈارلنگ! دیکھو میری جانب! یہ لباس۔۔ یہ گاڑی کی چابیاں۔۔۔ میں نے پہاڑوں کو اُن کی جگہ سے ہلا دیا ہے ہیر من! اب تم بھی ہمت کرو اور میرے پاس لوٹ آؤ۔۔۔

بیرٹا کے آنسوؤں سے بھرے چہرے پر ایک جوش اور اضطرابی کیفیت دکھائی دے رہی تھی وہ ہیر من کا ہاتھ تھامے بولے چلی جا رہی تھی دوسری جانب شاید ہیر من بھی اپنے فالج زدہ جسم اور کومہ میں ہونے کے باوجود اُس کی آمد کو محسوس کر رہا تھا مگر اُس کا ضعیف اور جھریوں سے بھرے ڈھانچہ نما جسم ویسا ہی ساکت و سرد تھا لیکن بیرٹا کو ایسا لگ رہا تھا کہ پہاڑوں کے ہلنے سے کچھ جھرنوں نے ہیر من کی آنکھوں کو نم کرنا شروع کر دیا ہے۔